اقبال رح : پیامبر جہاد

عبدالرحمن طاہر سورتی

ادبیات اقبال کے طالب علم پر اس حقیقت کے انکشاف میں دیر نہیں لگی - کہ علامہ مرحوم کی شاعری بے مقصد نہیں - اور وہ بے مقصد شاعروں کی طرح ہر وادی میں گھومنے والے شاعر نہ تھے -

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

اللہ تعالیٰ تخلیق کائنات کو بے مقصد نہیں بتاتا - ارشاد باری تعالیٰ ہے -

''و ما خلقنا السما والارض و ما بینهما لاعبین'' (۲۱ : ۱۷)

(ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے مقصد پیدا نہیں کیا) اسلام با مقصد دین ہے - وہ انسانوں کو اعلیٰ وانفع زندگی گزارنے کا ایک عظیم ترین مقصد دیتا ہے جس سے کاروان انسانیت مسلسل ارتقاء کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے -

زندگانی را بنا از مدعا است
کاروانش را درا از مدعا است

یہ امید کی کرن ، یہ ذرا سی نمی ، یہ راکھ کے ڈھیر میں دبی ہوئی چنگاری جسے معلوم کرنے کے بعد علامہ اقبال کے نزدیک امت کی کشت ویراں کی زرخیزی متعین ہو جاتی ہے ، لفظ ''جہاد'' میں پوشیدہ ہے - علامہ اقبال کا پیغام اپنی مختلف تعبیرات ، گوناگوں مصطلحات نیرنگیٔ مضامین و موضوعات اور مظاہر کے باوجود جس مرکزی نقطہ کے گرد گھوم رہا ہے ، وہ ''جہاد'' ہے - اسی ''جہاد'' میں علامہ اقبال کو امت مسلمہ کا کمال و جلال دکھائی دیتا ہے - اور انسانیت کا ہمہ گیر مفاد آفاقیت یعنی اخوت انسانی نظر آتی ہے -

''جہاد'' کے مختلف پہلوؤں کو علامہ اقبال کے کلام میں دیکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ''جہاد'' کے معنی اور اس کے اسلامی تصور سے آگاہی حاصل کر لی جائے -

''جہاد'' عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں کسی مقصد کے حصول کے لئے اپنی پوری کوشش اور امکانی صلاحیتیں صرف کر دینا اور مقصد کی راہ میں مزاحم ہونے والی تمام رکاوٹوں اور طاقتوں کو دور کرتے رہنا - امام اللغہ راغب اصفہانی نے اس مفہوم کو ''الجہاد استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو'' سے تعبیر کیا ہے - اس تعریف کی رو سے بے مقصد کوشش یا جس مقصد تک پہنچنے کے لیے مزاحمتوں

کا مقابلہ نہ کرنا پڑے "جہاد" نہیں کہلائے گا ۔ اسی طرح یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ "جہاد" کے تین عنصر ہیں ۔ اولاً مقصد یا نصب العین ۔ ثانیاً اس کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد ۔ ثالثاً دشمن یعنی رکاوٹوں کا لگاتار مقابلہ کرتے رہنا اور انھیں ہٹاتے رہنا ۔

قرآن مجید کی رو سے اس مسلسل جدوجہد کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے ۔ جسے "فی سبیل اللہ" بھی کہا گیا ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمودات، اس کی عطا کردہ تعلیمات اور اس کی دی ہوئی ہدایات پر عمل پیرا ہونا ۔ اور اس کے احکام کو نافذ کرنا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا" فرما کر یہ بتایا کہ ہر وہ عمل جس کا مقصد اللہ کا بول بالا کرنا اور اس کی بات کو اونچا کرنا ہو ۔ "فذالک فی سبیل اللہ" تو وہی فی سبیل اللہ ہوتا ہے ۔ اسی مقصد کی تائید آیت قرآن "ان صلواتی و نسکی و محیائی و مماتی للہ رب العالمین" کر رہی ہے ۔

"جہاد" کی مذکورہ بالا شرح کے بعد ہم جب علامہ اقبال کے کلام میں اسے مرکزی نقطہ پاتے ہیں تو ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوتا ۔ اس لئے کہ ایک مسلم مفکر کی حیثیت سے علامہ اقبال کا قرآن مجید کا عطا کردہ مقصد ہی ہوسکتا تھا ۔ یعنی کلمہ توحید کی شہادت دینا اور اعلائے کلمۃ اللہ ۔ چنانچہ "اسرار خودی" کی ایک نظم کے عنوان میں لکھتے ہیں ۔

"در بیان ایں کہ مقصد حیات مسلم اعلائے کلمۃ اللہ است و جہاد اگر محرک او جوع الارض و (تسخیر ممالک) باشد در مذہب اسلام حرام است

بال جبریل میں فرمایا

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

کلمہ توحید کی یہ شہادت ہمہ گیر مفاد انسانیت کی امین ہونے کی وجہ سے نہایت گرانقدر ذمہ داریوں کی حامل ہے ۔

چوں میگویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لاالہ را

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلم کا فریضہ ہے کہ وہ ہر میدان میں حق کا بول بالا کرتا رہے ۔ اور دنیا میں کسی صورت میں بھی باطل کے موجود ہوتے وہ چین سے نہ بیٹھے ۔

یہی وہ عظیم مقصد ہے جسے "لا الہ الا اللہ" کی شہادت دے کر ہر مسلمان ، وارث لا الہ ، اپنا نصب العین بنانے کا عہد کرتا ہے ۔ اس کلمہ میں

جہاد کے تینوں عناصر موجود ہیں ۔ ''اللہ'' مقصد ہے ۔ حائل ہونے والی طاقت ''الٰہ'' ہے اور '' لا و الا '' تغیر و ثبات ، مقصد کے لئے مسلسل جدوجہد ، پیہم عمل ، اضطراب و تب و تاب اور تراش خراش کا مطالبہ ہے ۔ یہ کلمہ اللہ کی تعلیمات کو باقی رکھنے اور خاشاک غیر اللہ کو جلا کر خاک کر دینے کا عہد ہے ۔

مقصدے از آسمان بالاترے　　دلربائے دلستانے دلبرے
باطل دیرینہ را غارتگرے　　فتنہ در جیبے سراپا محشرے

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر توحید الٰہی یا ایک اللہ کی غلامی کا اقرار کس لئے کیا جائے ؟ صرف اللہ کا اتباع کیوں کیا جائے ؟ صرف کلمہ اللہ کا اعلان اور محض اللہ کی رضا جوئی کو کیوں مقصد بنا لیا جائے ؟ علامہ اقبال کے کلام میں ہمیں اس قسم کے سوالات کے جوابات کچھ اس طرح ملتے ہیں ۔

۱ ۔ توحید سے وحدت انسانیت قائم ہوتی ہے اور مخلوق خدا میں اتحاد و اتفاق اور محبت و اخوت پیدا ہوتی ہے ۔

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے　　حرم کا راز توحید امم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب　　کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

۲ ۔ توحید سے انسانیت ہر قسم کی غلامیوں سے نجات حاصل کر کے تمام قوتوں پر غالب آتی ہے ۔ اور بنی آدم کو خدائی کا رازداں بن کر تسخیر کائنات کا موقع ملتا ہے ۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
یہ بندگی خدائی وہ بندگی گدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ
عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

۳ ۔ توحید سے انسان کو کائنات میں اپنے صحیح مقام کا علم اور اپنی خودی کا عرفان ہوتا ہے اور قافلۂ انسانیت مسلسل ارتقائی منازل طے کرتا رہتا ہے ۔

خودی کا سرّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

مختصر یہ کہ توحید سے احکام الٰہی کی پابندی کو تقویت حاصل ہے ۔ انسانوں میں عدل و انصاف اور اصلاح و خیر و احسان کا غلبہ ہوتا ہے ۔ نو میدی و جمود و خمود کی جگہ پرامیدی اور جد و جہد کا دور دورہ ہوتا ہے ۔ تقلید کے

بجائے تخلیق ، ظلمت کے بجائے نور ، موت کے بجائے حیات ، کی فرمان روائی رہتی ہے ۔ انسانوں میں صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ کی فراوانی اور رذائل و اوہام و خرافات کا استحصال ہوتا ہے ۔ انسان کا اللہ سے براہ راست تعلق پیدا ہو جاتا ہے ۔ خالق و مخلوق میں کوئی پردہ حائل نہیں رہتا ۔

الغرض اللہ کو اپنا مقصود و مطلوب بنا لینے اور اس کی رضا کو اپنی رضا بنا لینے کے بعد مومن اپنے ہر عمل سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے ۔ یہ شہادت اس کلمہ کے ادا کرنے سے شروع ہو کر زندگی کی آخری سانس تک باقی رہتی ہے ۔ ہر قدم پر شہادت کا امتحان ہے اور اس شہادت کی افضل ترین صورت جنگ میں راہ خدا میں جان دے کر شہادت دینا ہے ۔ یاد رکھئے جنگ جہاد کی افضل ترین شکل ہے جو آخری چارہ کار ہے ۔ جنگ ختم ہو سکتی ہے ۔ لیکن جہاد مسلسل جا ری رہتا ہے ۔ اس عظیم مقصد کے تحت شہادت دینے والے کا ہر عمل خواہ فصل کاشت کرنا ہو یا فصل جلا دینا ، جان ہو یا تسلیم جاں ۔ جہاد فی سبیل اللہ بن جاتا ہے ۔

یہاں ایک دقیق نکتہ کو جہاد کی سرگرمیوں اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے واضح کر دینا ضروری ہے ۔ جب تک بندہ اور اللہ کے معین کئے ہوئے مقصد کے درمیان کوئی الہ (کوئی شیطان ، کوئی دشمن انسانیت موجود ہے ۔ اللہ تک رسائی نہیں ہوتی ، تاریکی و جہالت ، فقر و مسکنت ، ظلم و نا انصافی اور استبداد شیطانی حربے یعنی شرک کی قسمیں ہیں جن کی موجودگی میں خوش حالی ، عدل و انصاف اور حق کی فرمانبرداری کے لئے مسلسل جہاد درکار ہے ۔ تاریکی و جہالت جو انسانیت کے بڑے دشمن ہیں انہیں ہٹا کر نور و علم کو لانا ۔ ''لا الہ'' کہکر ''الا اللہ'' کو رکھنا ہے ۔ دنیا کا قافلہ بڑھ رہا ہے ۔ شیطانی قوتیں نت نئی صورتیں بدل رہی ہیں ۔ لہذا مرد مومن کو ان سے مقابلہ (جہاد) کرنے کے لئے تازہ معلومات حاصل کر کے ہر وقت بیدار رہنا ضروری ہے ۔

بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات

اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف قائم کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اب عدل و انصاف معلوم کرنے کے لئے ظلم و ناانصافی کی تمام اقسام کو جاننا اور ان کے مطابق اللہ کے حکم کو نافذ کرنا ہوگا ۔ لہذا ظلم و ناانصافی کے چکر کو معلوم کرنے کے لئے ضروری علوم و فنون حاصل کرنا ، مناسب اقدامات کرنا ، نئے نئے تجربات سے فائدہ اٹھانا ، سب ہی ''جہاد فی سبیل اللہ'' کہلائینگے ۔ یہ جہاد انفرادی بھی ہوتا ہے اور اجتماعی بھی ۔ علامہ اقبال کے کلام میں تربیت خودی انفرادی جہاد ہے ۔ جو اپنے مختلف مراحل طے کرتا رہتا ہے ۔ اور افراد کا ملت سے رابطہ پیدا کرنا جمعیت و مرکز کو مضبوط کرنا ۔ انسانیت کو کلمہ توحید کی دعوت دینا

اور اس مقصد کے لئے اخوت و مساوات کا نمونہ پیش کرنا ''بیخودی'' کی نشو و نما کے لئے جہاد کہلاتا ہے - (۱)

اپنے ماحول میں عدل و انصاف ، خیرواحسان نیز مفاد عامہ کی دیکھ بھال کرنا یا و شرک کی تائید کرنے والی قوتوں کا سراغ لگا کر ان پر ''لا الہ'' کی کاری ضرب لگاتے رہنا اور ان کی جگہ کلمہ اللہ کو بلند کرتے رہنا ، علامہ اقبال کی زبان میں ''تخلیق مقاصد'' کہلاتا ہے -

ماز تخلیق مقاصد زندہ ایم
از شعاع آرزو تابندہ ایم

چونکہ شیطانی قوتیں زندگی کے مختلف میدانوں میں ہر دم نئے اسلحہ سے لیس ہو کر مقابلہ کرتی رہتی ہیں - اس لئے مرد حق کو بھی ان کی مدافعت کے لئے ہر امکانی قوت فراہم کر کے کلمہ حق بلند کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہنا چاہیے - یہی وہ مقام ہے جہاں اقبال اپنے کلام سے ایک نصب العین کے لئے تخلیق مقاصد کرتے رہے - اور ان ذیلی مقاصد میں سے کسی کو بھی منتہی نہ سمجھنے کے لئے، ساحل نہ کر قبول ، منزل نہ کر قبول ، محمل نہ کر قبول کہ شاھین بناتا نہیں آشیانہ - 'جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا ' بجلی ، حلال ، حرام ، قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر ، اور اس سے ملتے جلتے اشارات ملتے ہیں -

اس جہاد کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے تا روز قیامت شیطان اور اس کی ذرّیت کو دشمن بنا کر مہلت تضلیل و تخریب دی گئی ہے - تاکہ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی مستقل ستیزہ کاری جاری رہے -

مقصد اعلیٰ کے حصول کے لئے ظلم و جور ختم کر کے انصاف و عدل جاری کرنے کے لئے پیہم تخلیق مقاصد ضروری ہے - ان مقاصد کی مخالف طاقتیں ہیں تو وہی دیرینہ اھواء و اصنام اور شیاطین و طواغیت جو تمام انبیاء کرام اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت کے زمانہ میں تھے - لیکن آج وہ جن دلکش صورتوں اور حسین پیکروں میں ظاہر ہو رہے ہیں - ان کو وہی صاحب نظر اور مرد مومن پہچان سکتا ہے جو قدرت کے مقاصد کا آشنا ہے - اور جس کی نگاہوں کو تہذیب مغرب کی جھوٹی چمک دمک خیرہ نہ کر سکے - بہتر ہوگا کہ اس مختصر سے مقالہ میں خود علامہ اقبال ہی کے اشعار سے ان اعداء انسانیت عناصر کو پہچاننے کی ابتدائی کوشش کی جائے تاکہ ان ابلیسی عناصر سے جہاد کرنے میں مدد ملے جو نہایت بےباکی و گستاخی سے خرمن دین و ایمان کو لوٹنے میں مصروف ہیں - واضح رہے کہ یہاں ہم ان عناصر کا استیعاب نہیں کرینگے کیونکہ یہ مختصر مقالہ اس تطویل کا متحمل نہیں ہو سکتا -

---

(۱) ''اسرار خودی و رموز بیخودی''- یہ پوری کتاب انفرادی جہاد اور اجتماعی جہاد کی تعلیمات پر مشتمل ہے -

۱ - علامہ اقبال ہمیں بتاتے ہیں کہ موجودہ دور کے بڑے بڑے سرکش طواغیت میں سر فہرست ملوکیت اور سلطان و امیر کا قائم کردہ وہ مطلق العنان آمرانہ و مستبدانہ نظام ہے جس نے انسانوں کو اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیا ہے ۔ اس نظام کے ارباب حل و عقد اگرچہ عوام کی جیبوں سے پرورش پاتے ہیں ۔ تاہم وہ خود کو عوام کا خادم اور مفاد عامہ کا امین سمجھنے کے بجائے ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا نعرہ لگاتے ہیں ۔ یہ عوام کی صحیح تربیت اور ان کی صلاحیتوں کو نشو و نما دینے ، ان کی امنگوں اور ضرورتوں کو معلوم کرکے انہیں پورا کرنے اور ان کی بدحالی و جہالت دور کرنے کے بجائے ان کے ساتھ مختلف چالیں چلنے اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں ۔ یہ غلامی ساز ادارہ غلام ابن غلام پر حریت اندیشہ حرام کئے ہوئے ہے ۔ اور اس کی خیانت کی وجہ سے ملک کی اکثریت فقر و فاقہ کا شکار بن گئی ہے ۔

میر و سلطان نرد باز و کعبتین شان دغل
جان محکومان ز تن بردند و محکومان بخواب!
انقلاب! انقلاب! اے انقلاب!

علامہ اقبال رح اس حکمت فرعونی کے پیدا کردہ نظام کو درہم برہم کر کے اس کی جگہ حق کو قائم کرنے کی دعوت دے رہے ہیں ۔

۲- ان تازہ خداؤں کی فہرست میں ایک بہت بڑا سرمایہ دارانہ نظام ہے ۔ یہ نظام اور اس کے عیار و ماہر سربراہ اپنی اقتصادی معلومات اور سرچشمہ پیداوار پر اقتدار کے باعث اللہ کے بندوں کو خدا پرستی کے بجائے سرمایہ پرستی پر مجبور کر رہے ہیں ۔ یہ مزدوروں کی صلاحیتوں اور کسانوں کی محنتوں کا استحصال کر کے انہیں بے دست و پا بنا دیتے ہیں ۔ ان کی عزت و آبرو کو محفوظ نہیں چھوڑتے ۔ اس طبقہ کی اندرون ملک اور بین الاقوامی چالبازیوں اور مکاریوں نے نہ صرف انسانی عظمت و تقدس کو متاع کاسد بنا دیا ہے ۔ بلکہ دنیا کے امن و نظم کو بھی مسلسل فساد میں تبدیل کر دیا ہے :-

خواجہ از خون رگ مزدور سازد لعل ناب
از جفائے دہ خدایان کشت دھقانان خراب
انقلاب انقلاب اے انقلاب!

۳ - اصنام کی اس فہرست میں ایک اور مقدس بت مکتب و مدرسہ یا شیخ حرم کا ہے ۔ یہ ادارہ خالق و مخلوق میں حائل ہونے والا پردہ ہی نہیں عقل و فکر کے تمام دروازوں کو بند رکھنے کی چوکیداری بھی کرتا ہے ۔ اس نے اللہ کے ان نیک بندوں کو جنہوں نے اللہ کا بول بلند کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں ۔ ''ارباب من دون اللہ'' بنا لیا ۔ اسلامی فقہا و مفکرین کے فقہی مسائل اور ان کے افکار کو حرف آخر قرار دے کر انہیں ''منزل من اللہ'' کا شریک

بنا لیا ۔ صدیوں پہلے جو مسائل علماء نے اپنے زمانہ کے حالات و مقتضیات کو مد نظر رکھتے ہوئے حل کئے تھے ان کی تفاصیل تک کو اس نے دینی حیثیت دے دی ۔ یہ شخصیات کا پجاری اپنے دور کے عملی ارتقا کا منکر ہے ۔ اس کی نگاہ جدید علوم کی روشنی سے چکا چوند ہو جاتی ہے اور یہ بدحواسی میں ہر اصلاح و ترقی پسند مفکر کی تکفیر کے فتوے دے کر اپنی قوم پر علم و حکمت میں ترقی کی تمام راہیں بند کر دیتا ہے ۔

۴ ۔ علامہ اقبال کی اس فہرست میں ایک اور نظام جو انتہائی قساوت سے امت مسلمہ کے نونہالوں کا گلا گھونٹنے میں مصروف ہے ۔ ایسا بت ہے جسے ضرب پیہم سے ریزہ ریزہ کر دینا چاہیے ۔ یہ موجودہ تعلیمی نظام ہے ۔ جو ثنویت کا حامل ، مغرب کی کورانہ تقلید کا نتیجہ اور بے دینی کا سرچشمہ ہے ۔ یہاں کسی شعبۂ تعلیم میں تحقیق نہیں ہوتی ' یہاں ڈگری منتہیٰ ہے ۔ اور علمی انہماک مفقود ۔ ان جدید تعلیم گاہوں میں شاذ و نادر بھی کوئی ایسا عبقری یا نابغہ پیدا نہیں ہوتا ۔ جو اپنے علم و فن کے مخصوص شعبہ میں عالمی رہنمائی کر سکے ۔

دین و ایمان کے اعداء کی فہرست میں ایک دیوی مغربی تہذیب و تمدن کی ہے ۔ جو ظاہری نمائش اور تصنع و تکلف میں الجھا کر حقائق کے رخ پر حجابات ڈال دیتی ہے ۔ اس نے اصل حقائق تک ، پہنچنے کے بجائے مظاہر پرستی کی راہ پر لگا دیا ہے جس کا انجام تن آسانی ہو جاتا ہے ۔ اسی تہذیب کے مضر اثرات کے خلاف جہاد کرنے کا نام علامہ اقبال کے کلام میں ''صحرائیت و بدویت'' ہے ۔ اس مغربی تہذیب کا لازمی نتیجہ نفاق و بے عملی ہے اور صحرائیت حرکت و حرارت کی ترجمان ہے ۔ اور ظاہر و باطن میں ثنویت کی قائل نہیں اور یہ دوئی تہذیب حاضر کی نابصیری ہے ۔ اس نئی تہذیب نے خوف و ہراس میں مبتلا کر کے ہمیں جہاد سے محروم اور بے یقینی کا خوگر بنا دیا ہے ۔ تہذیب فیضان سماوی سے محرومیت کے باعث محض مادیات میں الجھ گئی ہے ۔ یقیناً اس ''الٰہہ'' (دیوی) کو پاش پاش کرنا کلمۂ توحید کا بنیادی تقاضا ہے ۔

علامہ اقبال کے ہاں خودی کی تقویت لا الہ الا اللہ سے ہے - ان کے کلام میں عشق سے مراد ''ایمان'' ہے ۔ ضرب کلیم ، بال و پر روح الامین ، جرأت خلیل، براہیمی نظر سب ''ایمان'' کے مظاہر ہیں یعنی انقلاب و ارتقا کے لئے مسلسل ''جہاد'' کی قوت ''عشق'' ہے ۔

''لا الہ الا اللہ'' کا وارث ، مومن مجاھد ، فرد ہو یا جماعت اس کا مال آبرو اور اس کی جان حرم کی طرح محترم ہو جاتی ہے ۔ اس لئے جہاں بھی مومن اپنی کسی شے کی حفاظت کرتا ہے ۔ تو وہ بھی اللہ کے لئے اور اللہ کے حکم سے کرتا ہے ۔ اور یہ جہاد کا ایک حصہ ۔ وہ اللہ سے بہت ہی زیادہ قریب ہوتا ہے ، اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۔ جب وہ اپنے کسی دشمن کے خلاف کاروائی کرتا ہے ۔ تو بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے ۔

ھاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ھاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا و کارساز

اقبال رح اللہ کے اس عظیم مقصد یعنی فلاح انسانیت کے لئے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جمعیت اور مرکزیت پیدا کرنے کے لئے ''جہاد'' کی دعوت دیتے ھیں ۔ تاکہ اجتماعی جہاد جاری رہے ۔

ایک ھوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

علامہ اقبال رح کی رائے میں اب عالم اسلام کے لئے ایک خلیفہ یا وحدانی مملکت کا سوال پیدا نہیں ھوتا البتہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تعلیم عام کرنے اور انسانی اخوت کی فراوانی کا نمونہ پیش کرنے کے لئے تمام اسلامی مملکتیں باھمی عہد و پیمان کے ذریعہ متحد ھو جائیں[1] اور یہ اقوام اسلامیہ کا اتحاد اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے بین الاسلامی انجمن کی بناء پر ڈالے ۔

طہران ھو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

عالم اسلام میں مسلمانوں کے سامنے جو نئے مسائل حل طلب ھوں یا انھیں جو علاقائی یا بین الاقوامی مشکلات در پیش ھوں ۔ علامہ اقبال ان کا حل تلاش کرنے کے لئے اجتماعی اجتہاد و جہاد کی ''بین الاسلامی انجمن'' کی تشکیل کے خواھش مند ھیں جو عدل و انصاف کے ذریعہ اپنے حقوق لیگا ۔ اور دوسروں کے حقوق دے گا ۔ وہ کچھ طاقتوں کو اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے انجمن بنانے کو بہر تقسیم قبور کفن چوروں کی انجمن کہتے ھیں ۔

اقوام مسلمہ کے مسائل قبرص ھوں ۔ خواہ فلسطین و کشمیر اور ایریٹریا اس کے لئے اجتماعی ''جہاد'' کی شدید ضرورت ہے ۔ امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اقتصادی ، سیاسی ، عمرانی الغرض دینی و دنیوی تمام مسائل طے کرنے کے لئے اجتماعی ''جہاد'' کرنے کی عادی بنے ۔اور یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے ۔ جب تک کہ کلمۂ حق دنیا میں بلند نہ ھو جائے ۔

تا نخیزد بانگ حق از عالمے
گر مسلمانی نیاسائی دمے

مختصر یہ کہ علامہ اقبال کا کلام سرتاپا دعوت ''جہاد'' ہے ۔ اس میں لالہ ھو، یا جگنو عقاب ھو یا مہر عالمتاب سب جہاد اور حرکت اور انقلاب و ارتقا کی علامتیں ھیں ۔ انھیں شعراء و ادباء و فلاسفہ و مفکرین کے ادب میں سے بھی وھی فکر بھاتی ہے جس میں جہاد اور حرکت و حرارت کا پیغام ھو ۔

---

(۱) تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کا چھٹا خطبہ